

## ہماری وضع قطع

ہماری ترقی میں حاصل ہماری بہت سی عادات ایسی ہیں جن کے باڑے میں ہم نے کبھی غور بھی نہیں کیا۔ جبکہ ان عادات کی وجہ سے ہماری شخصیت پر اچھا یا بُرا اثر پڑتا ہے اور نتیجتاً انسان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ جبکہ ہم پہلے دیکھے ہیں کہ بحیثیت ایک قوم ہم ایسی عادات کے فکار ہو چکے ہیں جن کے بُرے اثرات نے ہماری کارکردگی چاہ کر دی ہے۔ عام فہم زبان میں ہمارا شمارا یہ لوگوں میں ہوتا ہے جو سنتی اور بے راہ روی کا فکار ہیں اور نتیجتاً یہ لوگوں کی شخصیت میں اعتماد کی اور depression کا عصر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر انسان کی شخصیت کے چار پہلو ہیں جن میں سے تین یعنی روح، ذہن اور دل یا انسان کے وہ حصے ہیں جو ظاہر سب سے چھپے ہوئے ہوتے ہیں جبکہ صرف جسم ہے جوان ہی چیزوں یعنی روح، دل اور دماغ کا لپاڈ بھی ہے اور اظہار بھی۔ ہر انسان جس روحاںی، ہٹنی اور جذباتی مقام پر کھڑا ہوتا ہے اُس کا ظاہر یعنی اُس کا جسم، لباس، زبان، طرز زندگی، سوچ اور اُسکی وضع قطع ہے کیونکہ اُس کی وضع قطع دیکھ کر اُس کی اندر وہی حالت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ زندگی کے افسوس کو سمجھنے کے بعد ہمارے لئے یہ آسان ہو جاتا ہے کہ ہم یہ جان سکیں کہ کوئی بھی انسان جیسے بھی نظر آنا چاہتا ہے اُس کے پیچے کون ہی وجوہات کا فرمایا ہے۔ ہماری تاریخ ہمیں ان وجوہات کا پتہ دیتی ہے کہ آج پاکستانیوں کی جو وضع قطع ہے اس کے پیچے کن خلاف کا ہاتھ ہے۔ سال ہاسال ہندوؤں جیسی کڑ قوم کے ساتھ رہنا اور پھر انگریزوں کی غلامی لے عرصے تک برداشت کرنا ایسے حرکات تھے جن کا اڑ آج بھی ہماری وضع قطع پر نمایاں ہے۔ کم سمجھ بوجھ کے پیش نظر ان عمر کات سے بھی ہم نے صرف منقی اثرات ہی لئے ہیں۔ انگریزوں سے فاشی اور کلاس سشم لے کر اور ہندوؤں سے رسمات کی بھرمار لے کر ہم ایسی قوم بن گئے ہیں جس کے لوگ اب دیکھنے میں بھی عجیب و غریب سے لگنے لگے ہیں۔ یہ مسئلہ یہاں ختم نہیں ہوتا بلکہ افسوس کی بات ہے کہ لوگوں کو سمجھ بھی نہیں ہے کہ ان کی وضع قطع خراب ہونے سے ان کی زندگی پر کتنے بُرے اثرات پڑ رہے ہیں۔

آج کی بحث اسی موضوع پر کی گئی ہے کہ ہمارے اٹھنے بیٹھنے کے انداز سے لے کر پات کرنے کے طریقے تک یا پھر ہمارے لباس کی وضع قطع کیا ہونی چاہیے۔ جس سے ہم ایک پُر اعتماد شخصیت کے مالک بن سکیں اور ایک مہذب اور باوقار قوم ہونے کا ہوت دے سکیں۔

اس بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ وضاحت بہت ضروری ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کی طرح اسلام نے اس سلسلے میں بھی انسانیت کی بھرپور بہمنائی کی ہے۔ اسلام نے وضع قطع کی جو حدود دیتا ہیں وہ وضع معانی میں مہذب طرز زندگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ جبکہ چند تنگ نظرمند ہی (Extremist) پر دے کا نام دے کر نہ صرف مسلمانوں تک محدود رکھنا چاہتے ہیں بلکہ خاص طور پر مسلمان خواتین کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ لباس کا پروڈر دار ہونا وضع قطع کا ایک ایسا پہلو ہے جو کہ یقیناً نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر ہماری ساری توجہ صرف ایک پہلو پر ہے گی تو ہم وضع قطع کے اور بہت سے اہم پہلو نظر انداز کر دیں گے اور ہوا بھی ایسے ہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے نام نہاد ٹھیک داروں نے اس آسان ترین طریقہ زندگی کو اتنا مشکل بنایا کہ پیش کیا ہے کہ ایک عام ہم انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اسلام سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ پر وہ سشم سے سخت پیزار نظر آتا ہے دراصل لوگ یہ جانتے ہی نہیں کہ پوکہ کیوں کیا جاتا ہے۔ یہ الل تعالیٰ کی نہیں بلکہ مہذب لوگوں کی ضرورت ہے کہ وہ جانوروں کی اندلنگن کی بجائے انسانیت کے اصول اپنائیں۔

انسانی نفیاتیں یہ بتاتی ہیں کہ جب تک کوئی پیزہ ہمارے ذہن پر خوشی کا اثر نہ چھوڑے ہم اُسے اپنا نہیں سکتے۔ جب ہم اپنے چاروں طرف ایسے لوگ دیکھتے ہیں جو اسلام کے نام پر عجیب و غریب وضع قطع اپنائے ہوئے ہیں تو ہم یہ امید کیسے لگا سکتے ہیں کہ اسلام کی بتائی ہوئی حدود میں رہ کر لوگ خوش لباس بھی نظر آسکتے ہیں اور مہذب بھی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان بیانی طور پر اچھا لگنے کی ضرورت محض کرتا ہے اور اس میں کوئی بُرائی بھی نہیں ہے۔ یہ حقیقت قوانین قدرت کے میں مطابق ہے اور اسلام اس کی بھرپور حمایت کرتا ہے۔

” ہم نے انسان کو بہت اچھے سا پچ کا پیدا کیا۔ ” (اتم : ۲)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

” الل تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ ” (مسلم ابو داؤد ترمذی)

لبس کے بارے میں بھی الل تعالیٰ نے جو بہمنائی قرآن پاک میں دی ہے اس کے مطابق لباس کا اچھا ہونا اور صاف ہونا ضروری ہے۔

” اور اپنے کپڑے پاک صاف رکھو۔ ” (المدثر : ۲)

اسلام نے لباس پہننے کی جو بھی حدود دیتا ہیں وہ عین انسانی نفیات کے مطابق ہیں کیونکہ ہم پہلے ہی

دیکھ کچے ہیں کہ وضع قطع کس طرح انسان کے اندر کے حالات ظاہر کرتی ہے۔ لہذا لباس کا ٹیکنی ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ صاف اور مہذب ہونا بہت اہمیت رکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی کئی احادیث اسی حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے زیادہ شان و شوکت والے یا حاتم نو عبیت کے لباس پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح فرمایا جو کوئی عاجزی کی خاطر قیمتی لباس نہ پہننے حالتکہ یا اُس کی دسترس میں ہو۔ قیامت کے روز اللہ اُسے سب سے آگے رکھے گا اور بہت نوازے گا۔

ایک اور پہلو جو اس سلسلے میں قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اچھا لگنے سے مرد اور عورت میں کوئی انتباہ نہیں ہے۔ جتنا حق آدمیوں کو اچھا لگنے کا ہے اتنا ہی عورتوں کو بھی ہے۔ اسلام جن حدود کی تاکید کرتا ہے وہ صرف اصول پر میں ہیں کہ کوئی بھی انسان اپنی خوشی کے لئے کسی دوسرے کا نقصان کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ یعنی لباس کا سادہ اور کم قیمت ہونا صرف اسی لئے پسند کیا گیا ہے کیونکہ قیمتی اور چمکی لباس دوسروں کی توجہ کا مرکز بنتا ہے اور اس طرح دوسروں کے لئے بے راہ روی کا باعث بن سکتا ہے۔ جبکہ اسلام ہمیں ایسی زندگی کی ترغیب دیتا ہے جس کا راجح اچھے کام کرنے کی طرف ہونے کا اپنی کمزوریوں کو چھپانے کے لئے بناوٹ اور مصنوعی طرز اپنانے پر۔ ان سب وجوہات کو ہم میں رکھتے ہوئے آئیے دیکھتے ہیں کہ ہماری وضع قطع میں کیا کمی رہ گئی ہے۔

اگر ہم غور کریں تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ الل تعالیٰ نے ہمیں کسی ایسی چیز سے نہیں روکا جو ہماری سمجھ میں نہ آ سکے یہ حقیقت ہے کہ مہذب لوگ چاہے وہ مسلمان نہ بھی ہوں انھیں قرآن میں دی گئی ہدایات کی خبر بھی نہ ہوتا بھی وہ وہی کرتے ہیں جو اللہ نے چاہا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مغرب کی بے راہ روی کے باوجود جو اچھے خاندان وہاں موجود ہیں اُن کے لباس اور طرز زندگی میں تہذیب اور وقار اگھی بھی موجود ہے۔ مغرب میں بھی غلط قسم کے لباس پہن کر سڑکوں پر پھرناے والی عورتوں کو گھلیا ہی سمجھا جاتا ہے۔ یا اگر کوئی لاکا بال رنگ کر اور بالیاں پہن کر پھر رہا ہو تو سب جانتے ہیں کہ یہ بدکار ہونے کی علامات ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ مغرب میں اس قسم کے لوگوں کو انسانی مساوات کے تحت discriminate کیا جاتا ہے اس کی نسبت کوئی نہیں سمجھتا اور نہیں معاشرے میں ان کی عزت کی جاتی ہے۔ فلموں میں دیکھ کر ہمارے ہاں کے نوجوان ان کی نقل تو کر لیتے ہیں لیکن نہیں دیکھ پاتے کہ وہاں کے معاشرے میں ان کا کیا مقام ہے۔ بالکل اسی طرح وہاں کوئی عورت ایسا لباس پہن کر لگلے جو دعوت عام دے رہا ہو تو وہ بدکار ہی ہوتی ہے اور شکار کی ملاش میں نکلی ہے۔ اب ان کی دیکھا دیکھی ہمارے ہاں لوگوں نے ایسا لباس

آپ کے تعلقات خراب ہونے کا ذرہ ہوتا ہے۔ لیکن خاتون بھی اپنی جگہ صحیح تھیں کہ میریک کا اتنا بڑا حال ہے کہ اکثر دیر ہو جاتی ہے۔ خاتون کی وضع قطع سے اندازہ ہوتا تھا کہ ابھی خاصے گرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہم نے ان سے پوچھا آپ اپنی گاڑی کیوں نہیں رکھتیں؟ اتنے میں کیا کرتی ہیں تو کہنے لگیں زیور بہت ہے اسکی زکوڑہ نکل جاتی ہے۔ اگر کسی کو دولت کے افہار کا اتنا ہی شوق ہے تو یہ شوق پورا کرنے کے اور بھی بہت سے بہتر طریقے ہو سکتے ہیں مثلاً اپنی تعلیم پر خرچ کریں، صحت پر خرچ کریں، اچھی گھری لے تاکہ دوسروں کو پتہ چلے کہ آپ کے پاس دولت کے ساتھ ساتھ بھجو جبھی ہے کہ آپ کو وقت کا احساس رہتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ مغرب کا یہ روانہ ہے کہ جیسے ہی پچھو وقت اور دوسرا ذرائع میسر ہوتے ہیں وہ لوگ سیر کو نکل جاتے ہیں۔ گھوٹے پھرتے ہیں اور اس طرح اپنے علم میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں لوگوں کے پاس پیسے ہوں تو حورتیں زیور بنا لیتی ہیں اور مرد حضرات میں جانیداد ہنانے اور گھر کھڑے کرنے کے شوق کا سلسلہ تمام زندگی چلتا رہتا ہے۔ غور کریں جمع کی ہوئی دولت چاہے وہ زیور کی شکل میں ہو یا جانیداد کی شکل میں ہمیں کیا دے سکتی ہے۔ دولت تو اللہ کی نعمت ہے لیکن دولت جمع کرنے کی اجازت ہمیں نہیں دی گئی۔ اسلام میں زکوڑہ کا نظام اسی امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ بھی دولت جو ہم ظاہرا پنی وضع قطع پر خرچ کرتے ہیں اگر، سمجھداری کے ساتھ اس کو اپنی زندگی بہتر بنانے پر خرچ کریں تو ہماری وضع قطع بھی بہتر ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری شخصیت میں خود اعتمادی بھی بڑھے گی۔ غور کریں آپ ایک شادی کے تھوار میں جاتے ہیں وہاں ایک طرف ایسا خاندان بیٹھا ہے جس کے سب افراد (یعنی بچوں سمیت) بھاری بھر کم نظر آ رہے ہیں، عورتوں نے بے شمار زیور پہننا ہوا ہے مرد حضرات Starch لگا کر ہوئے کپڑے پہننے ہوتے ہیں جن میں سے ان کے پہن بہر آ رہے ہوتے ہیں۔ سونے کی چینن گلے میں ہاتھ میں سونے کی گھڑی، انگلی میں سونے کی انگوٹھی، بنن کھلے ہوئے، ہاتھ میں موبائل اور سگریٹ کی ڈبی یہ کہاں کا اسٹائل ہے؟ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی وضع قطع ان کی زبان اور یہاں تک کہ ان کا کمانے کا طریقہ یہ ظاہر نہیں کرے گا کہ اس خاندان کا معیار زندگی کیا ہو گا۔ یقیناً یہ خاندان علم کے فرقان کا ٹکار ہو گا جس وجہ سے انھیں یہ نہیں معلوم کہ وہ اپنی وضع قطع سے اپنی ساری کمزوریاں دوسروں پر واضح کر رہے ہیں۔ اس کے برکھس وہ شخص جو علم کے مل بوتے سے بہتر سمجھ بوجھ رکھتا ہو چاہے دولت مند ہو یقیناً وہ اپنی دولت کا افہار بہتر طریقے سے کرے گا۔ آج کل ہمارے ہاں شادیوں کا جو طریقہ رائج ہے وہ ہماری جہالت کا منہ بولتا ہوتا ہے۔ یہ سب جاننے کے لئے کسی کا

میں بھی لوگ جانتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھ ظلم کر رہے ہیں لیکن اس سب کو تمیک کرنے کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ لہذا اس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش میں مزید اس دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جب انسان اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے تو اس طرح سے اپنی وضع قطع سے یہ کھوکھلا پن ظاہر کرتا ہے۔ یہاں وجہ ہے کہ شادیوں کے موقع پر لوگ عجیب و غریب طریقوں سے اپنی دولت اور شان و شوکت کا افہار کرتے ہیں اور یہ ان کی اپنی وضع قطع کا افہار بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں کم علیٰ کے پیش نظر لوگوں کی صحت زیادہ تر خراب ہوتی ہے۔ خرابی صحت کی بہت سی علامات ہیں لیکن ظاہر جو چند چیزیں کسی بھی انسان کی صحت کا پتہ دیتی ہیں اُن میں وزن کا زیادہ ہوتا ہے ہونا، طبیعت میں غصہ یا چیزیں اپن ہونا، پھرے پر کنشگی کا افہار اور عمر سے بہت بڑے لگنا وغیرہ شامل ہیں۔ ہمارے ہاں ان علامات میں سے کوئی نہ کوئی علامت تقریباً ہر شخص میں نظر آتی ہے۔ ان علامات کو چھانے کے لئے کوئی بھی طریقہ کار نہیں ہو سکتا۔ سو اسے اس کے کہ لوگ اچھی زندگی گزار رہے ہوں اور یہ علامات ظاہر نہ ہوں۔ لیکن لوگوں کو چونکہ یہ سمجھنے ہیں ہوں گے بلکہ اس امر میں دوڑ لگا کر سب سے آگے بھی لکھنا پا جائے کے لئے نہ صرف ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں بلکہ اس امر میں دوڑ لگا کر سب سے آگے بھی لکھنا پا جائے ہیں۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر کسی خاتون کو زیور پہننے کا شوق ہو اور اس کے پاس دسائیں بھی ہوں تو اس کی کوشش ہو گی کہ وہ بھاری سے بھاری زیور پہن لے۔ چاہے یہ زیور اس کے پہلے سے بڑھے ہوئے وہ زندگی کو بہتر نہیں بناتے بلکہ ان علامات کو چھانے سوچنے کے قابل ہو بھی نہیں سکتے۔ سوچنے کی بات بھی ہے اگر ہم اپنے محاذ سے میں سے شادیوں کے تھوڑا نکال دیں تو پچھے کا کیا؟ جن کے پاس دولت ہے وہ اس کا افہار کیسے کریں گے؟ اُن سے تو نمودرن ماش کا سب سے بڑا Platform ہی جھمن جائے گا۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ یہ شادیاں بھی کس طرح ہماری وضع قطع کے افہار کا سب سے بڑا ذریعہ نہیں ہیں۔ جس طرح شادیوں میں وقت ضائع کیا جاتا ہے وہ اس قوم کے فارغ ہونے کا منہ بولتا ہوتا ہے۔ دس دن جس شادی کو گزارنے میں لگتے ہیں اُس کا انظام کرنے میں یعنی کپڑا، زیور بنا نے، چیزیں تیار کرنے اور بے شمار دوسرے کاموں میں تو مہینوں کے حساب سے وقت لگتا ہے۔ اندازہ لگائیں وہ کس طرح کے لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس یہ سب کرنے کے لئے وقت ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں شادی اس طرح کی جاتی ہے کہ جیسے زندگی موت کا مسئلہ ہو۔ اُن لوگوں کے وقت کا اندازہ لگائیں جو بارات کے لئے کئی کئی گھنٹے انتفار کر سکتے ہیں۔ یقیناً ان کے لئے اس کی اہمیت اتنی ہو گی کیونکہ یہاں تک پہنچنے کے لئے اتنا پیسے اور وقت پہلے ہی خرچ ہو چکا ہوتا ہے کہ جس کے سامنے چند مزید گھنٹوں کی کوئی ڈقت نہیں رفتی۔ ہم پہلے ہی دیکھ بچے ہیں کہ انسان اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو چھانے کے لئے کوئی نہ کوئی جواز ضرور حللاش کر لیتا ہے۔ ان شادیوں کے سلسلے

پہنچا شروع کر دیا ہے جو ان کی غافلی کو مات کر گیا ہے۔ مسلمان ہونے کا شجہہ لگنے کی وجہ سے بیہاں منی اسکرٹ تو نہ لایا جاسکا۔ بھر حال گری کا جواز لے کر سات آٹھ میینے عورتیں ایسا لباس ضرور مہن لیتی ہیں جو اتنا باریک ہوتا ہے کہ سورج کی روشنی میں یا پھر گاڑیوں کی تیز لائلت میں دعوت عام کے لئے کافی ہوتا ہے۔ یہ لباس پہننے والی عورتیں اگر بدکار نہیں بھی ہیں تو عقل سے ضرور بالاتر ہیں کیونکہ مغرب کے لوگ خراب کردار کے ہو کر ہی یہ سب کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں بہت کچھ فیشن کے طور پر کرنا شروع ہو گئے ہیں۔

ہمارے ہاں شادی کا تھوار ایسا موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم اس میں بہت سے لوگوں کو ایک ساتھ دیکھ سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ شادیوں میں لوگ اپنی طرف سے بڑی اچھی طرح تیار ہو کر آتے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بھی ایک ایسا موقع ہے جس پر وہ اپنی دولت، اسٹائل اور اپنی مخصوص کلاس سے تعلق ظاہر کر سکتے ہیں۔ چونکہ ہمارے ہاں شادیوں کے اس طریقہ کار کی اصل وجہ بھی بھی ہے۔ کم علیٰ کی وجہ سے لوگ اس حد تک اس طریقہ کار کے قاتل ہو چکے ہیں کہ چاہے ساری زندگی تباہ ہو جائے لیکن وہ اس طرز کو چھوڑنا ہی نہیں چاہتے۔ جس قوم میں یہ نمودرن ماش ایک مجموعت کی پیاری کی حد تک لوگوں کو لگ جائے وہاں لوگ صبح سوچنے کے قابل ہو بھی نہیں سکتے۔ سوچنے کی بات بھی ہے اگر ہم اپنے محاذ سے میں سے شادیوں کے تھوڑا نکال دیں تو پچھے کا کیا؟ جن کے پاس دولت ہے وہ اس کا افہار کیسے کریں گے؟ اُن سے تو نمودرن ماش کا سب سے بڑا Platform ہی جھمن جائے گا۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ یہ شادیاں بھی کس طرح ہماری وضع قطع کے افہار کا سب سے بڑا ذریعہ نہیں ہیں۔ جس طرح شادیوں میں وقت ضائع کیا جاتا ہے وہ اس قوم کے فارغ ہونے کا منہ بولتا ہوتا ہے۔ دس دن جس شادی کو گزارنے میں لگتے ہیں اُس کا انظام کرنے میں یعنی کپڑا، زیور بنا نے، چیزیں تیار کرنے اور بے شمار دوسرے کاموں میں تو مہینوں کے حساب سے وقت لگتا ہے۔ اندازہ لگائیں وہ کس طرح کے لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس یہ سب کرنے کے لئے وقت ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں شادی اس طرح کی جاتی ہے کہ جیسے زندگی موت کا مسئلہ ہو۔ اُن لوگوں کے وقت کا اندازہ لگائیں جو بارات کے لئے کئی کئی گھنٹے انتفار کر سکتے ہیں۔ یقیناً ان کے لئے اس کی اہمیت اتنی ہو گی کیونکہ یہاں تک پہنچنے کے لئے اتنا پیسے اور وقت پہلے ہی خرچ ہو چکا ہوتا ہے کہ جس کے سامنے چند مزید گھنٹوں کی کوئی ڈقت نہیں رفتی۔ ہم پہلے ہی دیکھ بچے ہیں کہ انسان اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو چھانے کے لئے کوئی نہ کوئی جواز ضرور حللاش کر لیتا ہے۔ ان شادیوں کے سلسلے

” اے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک اتاری تاکہ تمہارا ستر ڈھانپے اور زینت پر بیزگاری کا لباس سب سے اچھا ہے۔ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں تاکہ لوگ فتح پکڑیں۔“ (الاعراف : ۲۶)

عورتوں کے لئے پردے کا حکم آیا ہے اس لئے تاکہ وہ اپنی فطرت کے مطابق جن بن سکیں لیکن پردے سے ان کی حفاظت کی جائے نہ کہ اس لئے کے عورتیں اپنا دھیان رکھنا چھوڑ دیں اور ایک بڑے سے کپڑے میں اپنے آپ کو بُری طرح پیٹ کر کھیں۔ اسلام کی روح کو اس بُری طرح منع کیا گیا ہے کہ عورتوں کے درمیان بھی پردہ کرنے کی بجا جاتا ہے اور یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ اپنا دھیان رکھنے والی یا اچھا لگنے کا شوق رکھنے والی خواتین اچھے کردار کی مالک ہو ہی نہیں سکتیں۔ بھی وجہ ہے کہ پردہ کرنے والی خواتین (زیادہ تر) اپنا بالکل دھیان نہیں رکھتیں۔ ہمارے ادارے کی ریسرچ کے مطابق ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ ایسا بھی موجود ہے جو ظاہری طور پر پردہ کرتے ہیں جبکہ انھیں حرم یا نامحرم کی کوئی تیزی نہیں ہے۔ ایسی خواتین گھر سے باہر نکلنے کے لئے بڑا سارباقع اوڑھلتی ہیں اور گھروں کے اندر یہ برق اتار دیتی ہیں چاہے گھر میں نامحرم موجود ہوں۔ ایک اور وجہ جو عورتوں کے پردہ کرنے میں سامنے آئی ہے وہ گندے لباس اور بکھرے ہوئے بالوں کو چھپانا پردے کا مقصد بن گیا ہے۔ یعنی وہ مجب جس نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

” صفائی نصف ایمان ہے۔“ (مسلم)

اس کو تزوڑ مروڑ کر اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنا نہایت نامناسب رویہ ہے۔ ہمارے معاشرے کا ایک طبقہ اسلام کو غلط طریقے سے اپنانے کی وجہ سے سخت depression کا شکار ہے اور یہ کیفیت ان کی وضع قطع سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔

اس ساری بحث سے یہ تبیہ نکلتا ہے کہ ہماری وضع قطع کمل طور پر ہماری سوچ اور ہمارے علم کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنی سوچ کو وسیع کریں اور اسلام کے صحیح علم تک ہماری دسترس ہو تو ہم یقیناً ایک سارٹ یعنی ڈھنی اور جسمانی طور پر چاک و چوبند اور خوبصورت قوم دکھائی دیں گے۔

بہت زیادہ استعمال کرنا یعنی کپڑے بھی لال اور منہ پر لال میک اپ کیا ہو تو مہذب لوگوں میں ایسی عورتوں کو بد کردار خیال کیا جاتا ہے۔ لہذا رنگ ہمیشہ دیکھ کر اور دو یا تین رنگ ملا کر پہننے چاہیں۔ اچھے لگنے کے بنیادی اصولوں کو ذہن میں رکھ کر اگر ہم مندرجہ بالا پہلوؤں پر توجہ دیں تو ہم یقیناً اپنی وضع قطع میں بہتری پیدا کر سکتے ہیں۔

ایک اور اہم پہلو جسے وضع قطع کی بحث سے خارج نہیں کیا جا سکتا وہ ہمارا میں منظر ہے۔ یعنی پاکستانی ہونے کے ناطے جن مختلف قوتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ان میں ہمارے ہندو اہم اندرا اور دوسرا یا طرف اسلام کے نام پر کئے گئے غلط فیصلے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ اسلام عرب میں ضرور آیا تھا لیکن اس دین کا تعلق پوری کائنات سے ہے یعنی اسلام نہیں بنیادی حدود ضرور بتاتا ہے لیکن نہیں کسی بھی دوسرے ملک کی روایات اپنا نے پر مجبو نہیں کرتا۔ ہمارے ہاں لوگ جب پردے کا اہتمام کرتے ہیں تو اس میں اسلام کی روح کم اور عربی اندراز زیادہ نظر آتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں جلا ب کا ذکر ہے یعنی لباس کے اوپر ایک اور لباس۔ عرب کے لوگ ہوں یا مغرب کے سب لوگ اپنی پسند کا لباس پہن کر اوپر کوٹ پہننے کو بُردا مہذب اندراز قرار دیتے ہیں اور حقیقت بھی ہے اگر کوئی شخص اپنی ضرورت اور خوشی کے مطابق کوئی بھی لباس پہننے تو اس میں کوئی حرخ نہیں ہے اگر یہ لباس لوگوں کی توجہ کا مرکز نہ بنے اور نہ ہی اس پر سڑکوں کی دھول مٹی پڑے مزید نہ ہی ان لوگوں کی نظر آپ کے لباس پر پڑے جن کو دکھانا آپ کا مقصد نہیں ہے۔ مثلاً جب آپ تیار ہو کر کسی پارٹی یا شادی میں جاتے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ آپ کا لباس راستے کے لئے بھی مناسب ہو۔ لہذا اس جلا ب کا مقصد ہی یہ ہے کہ کوئی بھی لباس پہن کر اوپر باہر نکلتے وقت ڈھانپ لیا جائے۔ نہ کہ لباس پہن کر پھر اوپر سے ایک اور لباس پہن لیا جائے۔ عربی اور ایرانی خواتین جن کی نفل کر کے لوگ ہمارے ہاں عبا یا پہن لیتے ہیں ان کے اندر کے لباس ہمارے سے بہت مختلف سوچیں۔ ہمارا شلوار قمیں تو پہلے ہی مکمل ڈریس ہے (بشرطیکہ کھلا اور موٹے کپڑے کا سلا ہو) اس کے اوپر کا لے رنگ کا سر سے پاؤں تک عبا یا لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ جبکہ دیکھای گیا ہے کہ نام نہاد اسلامی خواتین کوٹ، Sweater ہر چیز کے اوپر جلا ب لیتی ہیں اور جو کوئی شہ لینا چاہے اسے بے پردہ خیال کرتی ہیں۔ لباس کے بارے میں یہ صاف حکم دیا گیا ہے کہ ہر وہ لباس اچھا ہے جو پر ہیر گاری کا ثبوت دے اور خوبصورت ہی گے۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

فلسفہ ہونا ضروری نہیں ہے کہ جب ایک شخص اپنے گھر میں شادی کی وجہ سے ہمسایوں کا آرام جاہ کر سکتا ہے یا ایک سڑک روک کر اپنے مہمان بھاگ سکتا ہے تو وہ اس نئے رشتے کو قائم رکھنے میں کتنا اچھا ثابت ہو گا جبکہ ہمارا دین اسلام نہیں جو سبق دیتا ہے وہ ہمسایوں کے حقوق سے متعلق اور کسی بھی انسان کو یہ حق نہیں حاصل کر دوسروں کے بنیادی حقوق تلف کرے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب چہاد کے دوران نبی پاک ﷺ کا خمید درمیان میں لگایا گیا جس سے دونوں طرف کے خیموں کا راستہ رکتا تھا۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ خیمه آپ ﷺ کے لئے ہے تو نبی اکرم ﷺ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

” تم نے تو چہاد کا مقصد ہی ختم کر دیا۔“

جود دین نہیں دوسروں کے حقوق کے سلسلے میں یہ سبق دیتا ہے اس کے بعد اگر ہم کوئی ایسا کام کریں گے جو دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث بنے تو ہماری وضع قطع بُری طرح منع ہو گی۔ رہا چھے لگنے کا مسئلہ تو ہم جتنے اچھے بھیں گے اتنے ہی اچھے گیں گے۔ اچھے انسان کی تعریف ایسے ہو گی جو کوئی یہ سمجھ رکتا ہو کہ ہماری وضع قطع کا کیا معیار ہونا چاہیے۔ اسلام کی حدود پہلے ہی ہمارے پاس موجود ہیں۔ چند چیزیں جس کا وضع قطع میں بہت خل ہے وہ ہمارے بال اور دانت ہوتے ہیں۔

بالوں کے بارے میں نبی پاک ﷺ کی حدیث ہے کہ:

” جس کے پاس بال ہوں اُسے چاہیے انھیں صاف رکھ۔“ (ابوداؤر)

اور دانتوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

” اگر مجھے لوگوں پر بوجھ کا گمان نہ ہوتا تو میں پانچوں نمازوں سے پہلے دانت صاف کرنے کے حکم دیتا۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤر، نسائی)

سادگی میں ہی نفاست کے ساتھ خوبصورتی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اصل چیز جو ہماری وضع قطع میں سب سے اہم کردا دا کرتی ہے وہ ہماری شخصیت ہوتی ہے۔ یعنی ہمارے اٹھنے بیٹھنے کا انداز لباس میں استعمال ہونے والے رنگ اچھے جوئے اور خاص طور پر ہمارے بولنے کا انداز ہماری شخصیت کے اہم پہلو ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ خوش اخلاقی ایک خوبصورت رویہ ہے کہ جو ہماری بہت سی کمزوریوں کو ختم کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں رنگوں کا صحیح استعمال بھی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے مثلاً دیجیے مزاج کے لوگ ہلکے رنگ پسند کرتے ہیں جبکہ سرخ اور کا لے رنگ سے انسان کی شخصیت میں سختی کا غصہ نظر آتا ہے۔ گہرے رنگ